# کتاب کے لاریب ہونے کی پرکھ۔ تضاد سے پاک

کتابِ لاریب (ایسی کتاب جس میں بیان کردہ حقائق شک وشبہ سے بالاتر ہوں) کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ زمان ومکان کے حوالے کی قید سے آزاد ہوتی ہے اور زمان ومکان کے حوالے کی قید سے آزاد کتاب حقیقت بیان کرتی ہے۔ سچائی اور حقیقت میں نفیس فرق یہ ہے کہ سچائی زمان ومکان کے حوالے سے ہوتی ہے اور حقیقت زمان ومکان کے حوالے سے بالاتر ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ سچ ہے اس لئے حقیقت اختلاف اور تضاد کے امکان سے آزاد ہوتی ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُوا۟ فِيهِ ٱخْتِلَٰفًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

''تو کیا وہ قرآن (مجید) میں تدبر نہیں کرتے!

اور اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی کی جانب سے ہوتا تو اس میں بیان کردہ باتوں میں کثیر اختلاف پاتے'' (سورۃ النساء۔۸۲)

کتابِ لاریب کی حقیقت اور مفہوم کو ان الفاظ میں واضح کردیا کہ قرآنِ مجید زمان ومکان کے خالق اللہ تعالیٰ کے بجائے اگر زمان ومکان کی کسی ہستی کی تصنیف ہوتا تو اس میں آگے پیچھے بیان کردہ باتوں میں بکثرت اختلاف اور تضاد بیانی پائی جاتی۔ اور یہ اصول اور حقیقت واضح کردی کہ اختلاف اور تضاد بیانی سے ایسی کتابیں پاک نہیں اور نہ آئندہ وجود میں آنے والی کتابیں ہوسکتی ہیں جو زمان ومکان میں محدود کسی ہستی کی تحریر پر مبنی ہوں۔ اور یوں یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ اُن کتابوں میں اختلاف اور تضاد کے امکانات زیادہ ہوں گے جن کے مصنف ان میں موجود تحریر اور کلام کو کسی دوسری شخصیت سے منسوب کریں۔

قرآنِ مجید میں تدبر کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ اس میں بیان کردہ باتوں میں اختلاف اور تضاد نہیں ہے۔ ''يَتَدَبَّرُونَ'' (جمع مذکر غائب مضارع منفی)، تدبر مصدر۔ ''تدبر'' کیا ہے؟ اس کا مادہ ''د ب ر'' اور معنی ہر شئے کا پچھلا حصہ، پیٹھ، پشت، بات کا انجام ہیں۔ کسی معاملہ کے انجام، آخر پر نظر رکھتے ہوئے اس میں غور وفکر کرنا۔ کتاب میں تدبر کا مفہوم اس میں بیان کردہ تمام کے تمام متن، پہلی اور آخری بات کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنا ہے۔ حقیقت کو سامنے سے، پشت سے جس زاویئے سے دیکھا جائے، اس میں تضاد نہیں ہوتا۔ قرآنِ مجید میں بیان کردہ کسی بھی بات کے متعلق اس کے پورے متن میں تضاد اور اختلاف نہیں پایا جاتا کیونکہ جس کا یہ کلام ہے

وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا ''اور یہ کہ اللہ کا علم یقیناً ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے ہے'' (حوالہ الطلاق۔۱۲)

وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيبًا ''اور اللہ ہر شئے، بات، معاملے پر ہمیشہ نگران ہے'' (حوالہ الاحزاب۔۵۲)۔

رَقِيبًا کا مادہ ''ر ق ب'' ہے، جس کے معنی حفاظت ونگہداشت کرنا ہیں

وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىۡءٍ مُّقِيتًا ۝ ''اور اللہ ہمیشہ ہر شئے، معاملے پر نگاہ رکھنے والا ہے'' (حوالہ النساء۔۸۵)

مُّقِيتًا کا مادہ ''ق وت'' ہے اور معنی محافظ، نگران ہیں۔

ارشاد فرمایا

أَفَلَمۡ يَدَّبَّرُواْ ٱلۡقَوۡلَ أَمۡ جَآءَهُم مَّا لَمۡ يَأۡتِ ءَابَآءَهُمُ ٱلۡأَوَّلِينَ ۝٦٨ (المومنون۔۶۸)

''تو کیا لوگوں نے اس ''القول'' پر غور و فکر نہیں کیا، یا ان کے پاس ایسا آیا ہے جو ان کے اولین باپ دادا کے پاس نہیں آیا تھا؟''

كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ مُبَٰرَكٞ لِّيَدَّبَّرُوٓاْ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَٰبِ ۝٢٩

''کتاب جسے ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے تاکہ لوگ اِس کی آیتوں میں تدبر کریں

اور دانا و بینا لوگ اسے یاداشتوں میں محفوظ رکھیں (نصیحت لیں)'' (سورۃ ص۔۲۹)

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلۡقُرۡءَانَ أَمۡ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقۡفَالُهَآ ۝٢٤

''تو کیا وہ قرآن (مجید) میں تدبر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں؟

(کہ کوئی بھی بات ان کے اندر داخل ہی نہیں ہوتی)'' (سورۃ محمد ﷺ۔۲۴)

کسی بات کا ترجیحات، ترغیبات، تعصب، بغض سے اجتناب کرتے ہوئے پیچھا کرنا، اس پر توجہ کو مرکوز کرنا تدبر کہلاتا ہے۔ کسی بھی کتاب کو پڑھتے ہوئے اُس کے الفاظ کی سطح پر ''بہنے'' اور ان الفاظ کو حافظے (Procedural memory) میں محفوظ کرنے (ازبر کرنا، رٹنا) کو تدبر نہیں کہا جا سکتا۔ انسانوں کی اکثریت کتاب کے الفاظ کی سطح پر ''بہنے'' کو ترجیح دیتی ہے اور اکثر مصنفین کتابوں کو اس انداز میں دانستہ ترتیب دیتے ہیں کہ قاری یہ سمجھے کہ سوچنے کے عمل سے گزر رہا ہے کیونکہ بقول ایک امریکی صحافی ''وہ لوگ زیادہ مقبول اور پسندیدہ ہوتے ہیں جو سننے والے کو احساس دلانے میں کامیاب ہو جائیں کہ وہ سوچنے کے عمل پر کاربند ہے لیکن اگر آپ انہیں واقعتاً سوچنے پر مجبور کر دیں تو لوگوں کی اکثریت آپ کو پسند نہیں کرتی''۔ بعض لوگ الفاظ سے وہی صوتی اثر پیدا کرنے کا ملکہ رکھتے ہیں جو سامری نے سونے سے ڈھالے ہوئے ایک بچھڑے کے ڈھانچے میں آواز پیدا کر کے بنی اسرائیل کی پوری قوم کو گمراہ کر دیا تھا۔ ہر زمان کے ''سامری'' سے بچنے کا واحد ہتھیار تدبر ہے۔

لیکن قرآنِ مجید ہر زاویہ نگاہ سے منفرد کتاب ہے۔ اس کو پڑھنے کا یہ انداز بتایا رَتِّلِ ٱلۡقُرۡءَانَ تَرۡتِيلًا۔ رَتِّلِ اور تَرۡتِيلًا کا مادہ ''رت ل'' ہے اور اس کے معنی دانتوں کا موتیوں کی لڑی کی طرح سفید، آبدار اور نہایت خوبصورت ترتیب کے

ساتھ ہونا ہیں۔ کسی چیز کا حسن تناسب کے ساتھ مربوط و مرتب ہونا، حسن ترتیب اور نظم لئے ہوئے ہونا۔ اَلرُّتَیلاءُ ایک قسم کی مکڑی کو کہتے ہیں جو جالے کو نہایت عمدہ حسن اور تناسب سے تنتی ہے۔ ان الفاظ کے معنی کو نگاہ میں رکھا جائے تو کتاب کے حوالے سے ان کے استعمال کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ قرآنِ مجید کے ایک ایک لفظ کی زبان سے عمدہ ادائیگی کے ساتھ نہایت انہماک سے ان پر تدبر اور غور و فکر کیا جائے تا کہ کہی ہوئی بات کا جامع ادراک ہو اور نفس کی گہرائیوں میں اتر سکے۔ تدبر اور غور و فکر بات کی حقیقت کو عیاں کرتا ہے اور صحیح پس منظر میں اس بات کو یاداشت میں محفوظ کر دیتا ہے۔ کتاب کو جملہ واحدہ کے انداز میں پڑھنا کتاب کے مقصود، پڑھنے کے محرک اور کتاب (چاہے کوئی بھی ہو) کے ادب کے منافی ہے۔ یہ کافروں کا شیوہ ہے

وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ ٱلۡقُرۡءَانُ جُمۡلَةً وَٰحِدَةً ۚ

’اور جنہوں نے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں ”ان پر قرآن (مجید) ایک ہی بار (جملہ واحدہ) میں کیوں نہیں اتار دیا گیا؟‘ (حوالہ الفرقان۔۳۲)